بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ذی الحجہ سنہ ۵۲ھ کی اشاعت میری بیماری کی وجہ سے ملتوی کرنی پڑی تھی۔ اس طرح جلد ہفتم میں ۸۰ صفحات کی جو کمی ہوگئی تھی اسکو جلد ہشتم کے پانچ پرچوں میں سولہ سولہ صفحات کا اضافہ کرکے پورا کر دیا گیا۔ اب اس مہینے سے ترجمان القرآن حسب معمول ۸۰ صفحات پر شائع ہوگا

یہ رسالہ ابتدائی دو ڈھائی سال تک نہایت باقاعدگی کے ساتھ وقت پر شائع ہوتا رہا۔ مگر اب تقریباً ایک سال سے وہ باقاعدگی اور پابندیٔ وقت باقی نہیں رہی بعض مہینوں میں تو اس قدر تاخیر ہو جاتی ہے کہ ناظرین کو شکایت کا موقع مل جاتا ہے مجھے اس صورت حال پر افسوس ہے۔ کوشش کر رہا ہوں کہ حالات کی اصلاح ہو جائے۔ مگر شاید ابھی چند مہینوں تک اور یہی کیفیت رہے گی، اس لیے ناظرین سے درخواست ہے کہ ہر مہینے کی اشاعت کا انتظار دوسرے مہینہ کے پہلے ہفتہ تک فرمائیں۔ اسی لحاظ سے قواعد میں بھی ترمیم کر دی گئی ہے۔

پچھلے دنوں جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے ایک پرائیویٹ خط سے ترجمان القرآن کے مالی حالات معلوم کرکے از راہ ہمدردی اپنے اخبار "صدق" میں اس کا تذکرہ فرما دیا تھا۔ اسکو دیکھ کر لاہور کے اخبار "ثروتھ" اور دہلی کے جریدۂ "الجمعیۃ" نے بھی چند کلمات خیر اس رسالہ اور اس کے ایڈیٹر کے حق میں لکھ دیے ہیں اس ہمدردی اور خلوص و محبت کا دلی شکریہ ان سب حضرات کی خدمت میں عرض

کرتا ہوں انہوں نے جو ہمدردی کی حسبۃ للہ کی، اور اللہ ہی اس کا اجر دینے والا ہے۔

ترجمان القرآن" دراصل میری زندگی کا مشن ہے۔ میں نے جس کام کو اپنا مقصد حیات قرار دیا ہے اُسی کو انجام دینے کے لیے اس پرچہ کو چلا رہا ہوں۔ اب تک اس کام میں جو کچھ بھی مشکلات پیش آئیں ان کا حال بجز میرے مخصوص دوستوں کے، کسی اور کو معلوم نہ تھا، کیونکہ رسالہ کا حال گویا میرا ذاتی حال ہے اور پبلک میں اسکا اظہار میں نے کبھی مناسب نہیں سمجھا لیکن اب "صدق" اور "ٹروتھ" "الجمعیۃ" میں اتفاقاً ان کے شائع ہو جانے کی وجہ سے بہت سے اُن حضرات تک یہ حالات پہنچ گئے ہیں جو "ترجمان القرآن" کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور متعدد اصحاب نے اپنے خطوط میں تشویش کا اظہار فرمایا ہے، اس لیے آج مجبوراً احوال واقعی کا اظہار کرتا ہوں۔

ترجمان القرآن کی اشاعت اس وقت صرف چھ سو ہے۔ دوسری قوموں کے علمی ذوق اور جرائد کی اشاعت کو دیکھتے ہوئے تو یہ تعداد بہت کم ہے مگر مسلمانوں کی ذہنی حالت کے لحاظ سے اس کو بہت زیادہ سمجھنا چاہیے، کیونکہ ان کی دلچسپیوں کا دائرہ دوسرا ہے۔ اس چھ سو کی تعداد میں سے پورے نصف کی خریدار سرکار آصفیہ ہے۔ اگر ان تین سو پرچوں کو الگ کر دیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ کروروں مسلمانوں کی اس آبادی میں صرف تین سو اصحاب ایسے ہیں جو "ترجمان القرآن" کی وضع کا ایک رسالہ پڑھنے کے لیے کچھ خرچ کر سکتے ہیں۔ پھر ان تین سو میں سے بھی دس فی صدی حضرات اپنے بجٹ میں اس رسالہ کی پوری قیمت کے لیے گنجائش نہیں نکال سکتے، مگر چونکہ ہم خود ان تک اپنی آواز پہنچانے کے غرض مند ہیں، اس لیے ہم کو مجبوراً رعایتی قیمت بلکہ بسا اوقات برائے نام قیمت پر ان کے نام پرچہ جاری کرنا پڑا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس معیار کا کوئی پرچہ اتنی کم اشاعت پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ حیدرآباد میں کتابت، طباعت اور کاغذ تینوں چیزیں ہندوستان کے دوسرے مراکز اشاعت کی بہ نسبت سوائی اور ڈیوڑھی گراں ہیں، اس وجہ سے پرچہ کی آمدنی اس کی ضروریات کے لیے اور بھی زیادہ غیر مکتفی ہو گئی ہے۔ پھر اس آمدنی میں اتنی گنجائش کہاں کہ وہ ایک علمی درجہ کے علمی رسالہ کی وہ ضروریات فراہم کر سکے جو طباعت کے مصارف سے بالاتر ہیں۔ نہ اس میں کتابیں خریدی جا سکتی ہیں جو علمی تحقیق کے لیے ناگزیر ہیں۔ نہ اس میں علمی رسالے خریدے جا سکتے ہیں جو نئی معلومات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ نہ اس میں بلند پایہ مضامین

لکھنے والوں کو انکے وقت اور ان کی محنت کا کم سے کم معاوضہ دیا جاسکتا ہے نہ اس میں اتنی گنجائش ہے کہ کسی ایک لائق آدمی کی بھی خدمات مستقل طور پر حاصل کی جاسکیں تاکہ وہ ادارت کے کاموں میں ایڈیٹر کا ہاتھ بٹا سکے۔ ایسی حالت میں پرچے کو نہ صرف زندہ رکھنے بلکہ اس کا معیار بھی قائم رکھنے کا تمام تر بار ایک تنہا شخص پر ہے۔ وہ اس دوگونہ مشکل میں مبتلا ہوگیا ہے کہ ایک طرف تو اپنا تمام وقت اور اپنی پوری دماغی قوت اس پرچے کی ترتیب میں صرف کرے اور دوسری طرف نہ صرف اپنی ذاتی ضروریات، بلکہ خود پرچے کی ضروریات کا بھی ایک معتد بہ حصہ کہیں اور سے فراہم کرے جس کے لیے نہ اس کے پاس کافی وقت بچتا ہے، اور نہ اس کے دل و دماغ میں اتنی طاقت باقی رہتی ہے کہ کوئی دوسرا کام کر سکے۔

اس حالت پر شکایت کا کوئی محل نہیں، اس لیے کہ ترجمان القرآن سے مسلمانوں کی کوئی غرض وابستہ نہیں ہے جس میں مدد نہ دینے کی کوئی شکایت ان سے کی جاسکے۔ یہ تو میری اپنی غرض ہے کہ میں اپنی آواز ان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ جو شخص کوئی ایک بھی دل خوش کن بات نہ سنا سکتا ہو بلکہ جس سے قریب قریب ہر گروہ کو کچھ نہ کچھ تلخ اور ناگوار طبع باتیں سننی پڑتی ہوں وہ نہ تو کسی سے مدد طلب کرنے کا حق رکھتا ہے اور نہ اس کو ایسی کوئی امید رکھنی چاہیے۔ درحقیقت مجھ پر ان لوگوں کا احسان ہے جو اس رسالہ کو پڑھ لیتے ہیں، اور اس سے زیادہ احسان ان کا ہے جو اسے پڑھنے کے ساتھ اس کی پوری یا ادھوری قیمت بھی ادا کرتے ہیں۔ اب اس کے بعد کسی مزید احسان کی درخواست نہ میں کرسکتا ہوں نہ کرنا چاہتا ہوں۔ رہی پرچے کی زندگی، تو جو حضرات اسکے خریدار ہیں ان کو میں اطمینان دلاتا ہوں کہ یہ پرچہ ان شاء اللہ اس وقت تک زندہ رہے گا جب تک میں زندہ ہوں میں بے مقصد زندگی بسر کرنا نہیں چاہتا، اس لیے توفیق الٰہی سے جس قدر کوشش خود اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے کرتا ہوں اسی قدر کوشش اپنے مقصد وجود کو بھی برقرار رکھنے کے لیے کروں گا۔ لہٰذا کسی صاحب کو یہ خوف نہ ہو کہ پرچہ بند ہوجائے گا، اور بالفرض اگر بند بھی ہوگیا، تو خدا کے فضل سے میں امید رکھتا ہوں کہ کسی شخص کا ایک پیسہ بھی ضائع نہ ہونے پائے گا۔ جن لوگوں کے چندے باقی رہ جائیں گے ان کی پائی پائی واپس کردی جائے گی۔